بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

باری تعالیٰ کا جس قدر شکریہ ادا کیا جائے کم ہے کہ مملکت پاکستان کو ایک بڑی آزمائش اور ایک سانحۂ عظیم سے نجات مل گئی۔ اگر اللہ بزرگ و برتر کا فضل و کرم شامل حال نہ ہوتا تو اس نازک، پُرآشوب مرحلے سے عہدہ برآ ہونا کسی طرح ممکن نہ تھا۔ حد ہو گئی کہ اسلام کے دعویدار مسلمان اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو دنیا سے مٹا دینے پر کمربستہ ہو گئے اور وہ مظالم ڈھائے جن کی نظیر روئے زمین کی کسی دوسری قوم کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ بقیۃ السیف کے لئے اللہ تعالیٰ نے افواجِ پاکستان کو فرشتۂ رحمت بنا کر بھیجا۔ سچ ہے ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز پھولنے پھلنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اب اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پاکستان کے دونوں حصوں کے باشندگان کو اسلام کے سچے علمبردار ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین اور پیغمبرِ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان :- "المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ" (سچا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے سارے مسلمان امن و امان میں رہیں) کے مطابق اسلام کا پیروکار بنائے۔ ثم آمین۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پاکستان کے دشمن پڑوس میں ہوں یا دُور، ہندو ہوں یا انگریز، ہروقت اس ادھیڑ بن میں لگے ہوئے ہیں کہ اس پھلتی پھولتی مملکت کو نقصان پہنچائیں اور ہر ممکن طریق سے اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دیں۔ برصغیر کی تقسیم

سے لے کر آج تک ان کی سرگرمیاں اسی قسم کے منصوبوں میں صرف ہوئیں کہ کسی نہ کسی طرح پاکستان کو ختم کیا جائے۔ آخری حربہ ان کا سب سے زیادہ زبردست تھا۔ مشرقی پاکستان کے نیم مسلم طبقے کو لادینی تعلیم سے آراستہ کر کے کتب خانوں، دارالمطالعوں اور دوسرے ثقافتی کارناموں سے مسحور کر کے آخر میں مشرقی پاکستان کو پاکستان سے الگ کرنے پر آمادہ کر لیا جائے۔ اور اس طرح تخریب پسندوں کی ایک بڑی جماعت نے بھارت کی شہ پر اندرون مشرقی پاکستان کے نوجوانوں کے ساتھ مل کر جو قیامت برپا کی سارے عالم کو اب اس کا علم ہو چکا ہے۔ آج بھی یہ تخریب پسند اپنی سرگرمیوں کا اکا دکا مظاہرہ کرنے سے باز نہیں آتے۔ ہمیں اپنی فوج کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ اس نے امن و امان کی فضا قائم کرنے میں بڑی جانبدستی اور حب الوطنی کا مظاہرہ کیا اور اس کے لئے اپنی جان تک قربان کر دینے سے بھی دریغ نہ کیا۔

صدر پاکستان نے آئین کے متعلق قوم سے خطاب کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا اس سے یہ امر واضح ہے کہ وہ خود عوام سے زیادہ اس بات کے خواہاں ہیں کہ عوامی نمائندوں کو جلد از جلد اقتدار منتقل کر دیا جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ ہر وقت ملک کے اقتصادی استحکام اور قومی اتحاد کے لئے پوری سعی کر رہے ہیں، اور یہی ولولہ اور یہی جوش وہ ہر پاکستانی کے دل میں' چاہے وہ مغربی پاکستان کا ہو یا مشرقی پاکستان کا' موجزن دیکھنا چاہتے ہیں۔

اس مبارک مہینے میں جب ہم اہل پاکستان ۱۴ اگست کو قیام پاکستان کا جشن منائیں گے، ہمیں اللہ رب العزت کے آگے صمیم قلب سے پاکستان کی سالمیت، استحکام اور قومی اتحاد کو برقرار رکھنے کا عہد کرنا چاہیئے اور خود کو بالضرور صدر پاکستان کے مقتدر الفاظ کے حرف بحرف مصداق بننے کا پیمان کرنا چاہیئے اور صدر محترم کے یہ الفاظ ہر پاکستانی کے پیش نظر رہنے چاہئیں۔

"(ہمارے دشمن) یہ بھول جاتے ہیں کہ انھیں ایک ایسی قوم سے واسطہ پڑا ہے جس کی زندگی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار ہے، اور

جس کے دل میں ایمان کی شمع روشن ہے۔ اور جسے ہمیشہ خدائے بزرگ و برتر کی مدد پر بھروسہ ہے، آیئے ہم وقت کی نزاکت کو محسوس کریں اور اس صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لئے خود کو تیار کریں۔ آیئے ہم اپنے آپ کو بابائے ملّت کی توقعات پر پورا اُترنے کا اہل بنائیں اور ایک بار پھر دشمنوں پر ثابت کر دیں کہ ہم ایک متحد قوم کے فرد ہیں اور ان کے عزائم اور مذموم ارادوں کو کچلنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہیں، ہم میں سے ہر فرد مجاہد ہے اور جو کوئی ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا خود تباہی کا خطرہ مول لے گا، مجھے اپنے ہموطنوں کے جذبۂ حبّ الوطنی پر پُورا پُورا بھروسہ اور یقین ہے کہ پاکستان کا بچہ بچہ مشترکہ مقاصد کے حصول میں میرے ساتھ پورا تعاون کرے گا۔ یہ مقاصد جمہوریّت کی بحالی، ملک کی سالمیت اور اتحاد کی حفاظت اور عوام کی بہبودی پر مشتمل ہیں، خدا ہمیں اپنے ارادوں میں کامیاب کرے۔ آمین!"

(جنگ ۳۰ جون ۱۹۷۱ء صفحہ ۷)

مئی کے شمارے میں ڈاکٹر محمد مظہر بقا کے تحقیقی مقالے "شاہ ولی اللہ کے فقہی کارنامے" (جس پر ان کو کراچی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی گئی ہے) ایک اقتباس "شاہ ولی اللہ اور مذاہب اربعہ" کے عنوان سے شائع کیا گیا تھا۔ ہمیں پاکستان اور ہندوستان کے مقتدر علماء سے تبادلہ خیالات کے بعد بارہا یہ احساس ہوا کہ عام طور پر لوگ مذہبی تقلید کے متعلق مغالطے میں مبتلا ہیں اور آجکل کے آزاد خیال جو لا دینی افکار و تعلیمات کے حامل ہیں، بعض علماء کرام کے خود ساختہ مذہبی طریقوں کی بنا پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت سنّیہ کو زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ اسی طرح انگریزی علوم کے ماہرین جن کا مطالعہ عموماً دینی تعلیمات کے بارے میں انگریزی کتابوں اور مستشرقین کی تالیفات پر مبنی ہے، مذہبی عبادات و دینی تعلیمات کے متعلق مسلمانوں کے اعمال و شعائر کو جن کی بنیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال، اقوال اور خطبات پر ہے، محض علماء اسلام کے خود ساختہ طریقے سمجھتے ہیں اور

اسلامی شعائر و اعمال کو قدامت پرستی کا نتیجہ گردانتے ہیں۔ اور علماء کرام کے طریق کار کے رد میں اکثر شاہ ولی اللہ کی آزاد خیالی اور تقلید کی تردید کا ذکر کرتے ہیں۔ شاہ صاحب کی کتابیں عربی میں ہونے کی وجہ سے عام طور پر لوگوں کی سمجھ سے باہر ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے عربی کے فضلاء بھی شاہ صاحب کی تحریروں کو صحیح طور پر سمجھ نہیں پاتے، اس لئے شاہ صاحب کے صحیح مسلک کی توضیحات کو ایک فرض سمجھتے ہوئے ہم نے جناب معصومی صاحب کا ایک مضمون "شاہ ولی اور نظریۂ تقلید" فکر و نظر کے جون کے شمارے میں شائع کیا تھا۔ اس مقالے کی اشاعت سے ہمارا مقصد ہرگز و ہرآئینہ کسی بھی اسلامی فرقے کی دل آزاری نہ تھا۔ مگر غالباً اس مقالے کے مندرجہ ذیل پیرے میں بیان کردہ مضمون کو (فکر و نظر جون ص ۹۱۲) غلطی سے اہل حدیث حضرات نے (جن کا ذکر مضمون میں کہیں نہیں) اپنے سے منسوب کر لیا۔

"آج تقلید کے منکرین خود اپنے اسلاف اور بزرگوں کی تقلید میں مقلدین اہل سنت والجماعت سے زیادہ تعصب کا اظہار کرتے ہیں، اور تقشف سے بری نہیں سمجھے جا سکتے۔ شاہ صاحب نے اپنی تقلید کو اسی لئے ضروری قرار دیا ہے کہ ائمۂ مجتہدین کے تحلیلی احکام کی پیروی ہی میں سنت رسول اور احکام قرآن کی پیروی مضمر ہے اور اس تقلید سے مقصود ہرگز و ہرآئینہ ائمۂ مجتہدین کی بیجا عظمت و برتری نہیں۔ وہ انھیں قرآن و حدیث کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے استاد کا رتبہ دیتے ہیں اور اسی قدر ان کا احترام دلوں میں رکھتے ہیں، اور بزرگوں کے احترام سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔"

چنانچہ محض اس بنا پر ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور بابت جولائی ۱۹۷۱ء (جس کے ٹائیٹل کے نیچے "اسلامی نظریات سلفی عقائد ...." جیسے الفاظ برابر لکھے ہوتے ہیں اور جن سے ان کی تقلید ظاہر ہے) اور ہفت روزہ اہل حدیث لاہور بابت ۹ جولائی ۱۹۷۱ء میں ہر دو پرچوں کے واحد مدیر نے ہماری طرف خصوصی توجہ فرمائی ہے۔ مدیر اعلیٰ جناب احسان الٰہی ظہیر (ایم۔ اے، ایم۔ او۔ ایل، فاضل مدینہ یونیورسٹی) نے جس نقد نگاری اور علمی تحقیق کا مظاہرہ کیا ہے اس کی داد تو پھر ان کے قارئین ہی دیں گے

والی اللہ المشتکیٰ البتہ ہم ان کی بعض علمی وغیر تحقیقی نگارشات کے جواب میں خود شاہ ولی اللہ کی کتابوں سے چند اقتباسات پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

بعض اقتباسات اور ان کے جوابات:-

پہلا اقتباس، ترجمان الحدیث، جولائی ۱۹۷۱ء، "یہاں شاہ صاحب نے تقلید کا ذکر ہی نہیں کیا۔ اگر تقلید فرض ہوتی تو اس کا ضرور تذکرہ فرماتے، اور معصومی صاحب نے شاہ ولی اللہ پر بھی یہ الزام تراشا اور جھوٹ گھڑا ہے کہ وہ: 'مذاہب اربعہ کی تقلید کو سارے عالم اسلامی کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں'۔" (صفحہ ۳۵) ھذا بھتان عظیم

جواب:- اب ملاحظہ فرمائیے شاہ ولی اللہؒ اس ضمن میں کیا فرماتے ہیں - (عقد الجید مع الانصاف، مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ صفحہ ۳۹):-

" اعلم ان فی الاخذ بھذہ المذاھب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض عنھا کلھا مفسدۃ کبیرۃ۔"

(تم کو معلوم ہو کہ ان چاروں مذاہب کے اختیار کرنے میں بڑی مصلحت ہے اور ان مذاہب سے رُو گردانی کرنے میں بالکلیہ فساد عظیم ہے)

(حوالہ ایضاً) "و.... قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم ولما اندرست المذاھب الحقۃ الا ھذہ الاربعۃ، کان اتباعھا اتباعا للسواد الاعظم والخروج عنھا خروجا عن السواد الاعظم۔"

شاہ ولی اللہ ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سواد اعظم (بڑے گروہ) کی پیروی کرو، اور چونکہ سارے حق مذاہب سوائے ان چار مذاہب کے مٹ چکے، اس لئے ان چاروں کی پیروی سواد اعظم کی پیروی ہے، اور ان مذاہب سے نکلنا سواد اعظم سے نکلنا ہے۔"

(حوالہ) شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ (ج ۱ ص ۱۴۵ مصری) میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول: "العلم ثلاثہ: آیۃ محکمۃ او سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ، وما کان سوی ذلک فھو فضل (ترجمہ:- شریعت کے علم تین ہیں: آیت محکمہ یا سنت قائمہ یا

وفریضۂ عادلہ اور جو اس کے سوا ہے زیادہ ہے) کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: (طوالت کے خوف سے صرف چند جملے نقل کئے جاتے ہیں)

"۔۔۔۔ والسنة القائمة ما ثبت فی العبادات والارتفاقات من الشرائع والسنن مما یشتمل علیه علم الفقه، والقائمة ما لم ینسخ ولم یهجر ولم یشذ راویه، وجری علیه جمهور الصحابة والتابعین، اعلاها ما اتفق فقهاء المدینة والکوفة علیه وآیته ان یتفق علی ذلك المذاهب الاربعة الخ۔" البتہ شاہ صاحب کی پوری عبارت کا ترجمہ قارئین کرام کے لئے درج ذیل ہے:

"میں یہ کہتا ہوں یہ اس انضباط و حد کو بیان کرنا ہے جس کا سیکھنا لوگوں پر واجب الکفایہ ہے، پس قرآن کا لفظ بلفظ سیکھنا اور بذریعہ بحث الفاظ غریبہ کی شرح سے اس کے محکم کی معرفت، اسباب نزول اور وقت طلب امر کی توجیہ اور ناسخ و منسوخ کی معرفت ضروری ہے، لیکن متشابہ، سو اس کا حکم یا توقف ہے یا محکم کی طرف رجوع کر لینا ہے اور سنت قائمہ وہ ہے جو عبادات اور معاملات میں ان شرائع اور سنن سے ثابت ہو، جن پر علم فقہ مشتمل ہے۔"

" اور سنت قائمہ وہ ہے جو نہ منسوخ ہو نہ متروک ہو، اور نہ اس کا کوئی راوی چھوٹا ہو۔ اور جمہور صحابہ و تابعین کا اس پر عمل رہا ہو۔ ان سب سے اعلیٰ وہ ہے جس پر فقہاء مدینہ و کوفہ متفق ہوں، اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس پر مذاہب اربعہ متفق ہوں، اس کے بعد وہ ہے جس میں جمہور صحابہ کے دو قول یا تین قول ہوں، اور ہر قول پر اہل علم کے ایک گروہ نے عمل کیا ہو، اور اس کی شناخت یہ ہے کہ موطا اور جامع عبدالرزاق جیسی کتابوں میں ان کی روایات پائی جاتی ہوں اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ بعض فقہاء کا استنباط ہے اور بعض کا نہیں جو تفسیر تخریج استدلال اور استنباط کی وجہ سے حاصل ہوا ہے، وہ سنت قائمہ نہیں ہے۔"

" اور فریضۂ عادلہ وراثہ کے حصے معلوم کرنا ہے اور اس کے ساتھ وہ ابواب قضاء بھی ملحق ہیں، جن کے ذریعہ مسلمانوں کے درمیان انصاف کے ساتھ قطع

منازعت ہوجائے، پس یہ تین چیزیں ایسی ہیں، جن کے واقف سے شہر کا خالی رہنا حرام ہے، کیونکہ ان پر دین موقوف ہے اور جو ان کے سوا ہیں وہ فضل اور زیادتی کے قبیل سے ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغالطات سے منع فرمایا ہے اور یہ وہ مسائل ہیں جن سے مسئول عنہ غلطی میں پڑتا ہے، اور ان سے لوگوں کے اذہان کا امتحان لیا جاتا ہے۔"

شاہ صاحب حنفی مذہب کی تقلید کے بارے میں فرماتے ہیں (الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ صفحہ ۲۲): "..... وشواهد ما نحن فيه كثيرة جدا، وعلى هذا ينبغي ان القياس وجوب التقليد لامام لعينه فانه قد يكون واجبا وقد لا يكون واجبا، فاذا كان انسان جاهل فى بلاد الهند او بلاد ماوراء النهر وليس هناك عالم شافعي ولا مالكي ولا حنبلي ولا كتاب من كتب هذه المذاهب وجب عليه ان يقلد لمذهب ابي حنيفة ويحرم عليه ان يخرج من مذهبه لانه حينئذ يخلع ربقة الشريعة و يبقى سدا مهملا۔ جن مطالب کا ذکر ہم کر رہے تھے، ان کے شواہد بہت زیادہ ہیں اور اس بنا پر قیاس یہ چاہتا ہے کہ کسی ایک امام کی بعینہٖ تقلید واجب ہوجائے، کیونکہ تقلید کبھی واجب اور کبھی غیر واجب ہوتی ہے۔ اگر ہندو پاک کے یا ماوراء النہر کے کسی شہر میں کوئی انسان تعلیماتِ اسلام سے ناواقف ہو اور وہاں کوئی شافعی، مالکی اور حنبلی عالم نہ ہو، اور نہ ان مذاہب کی کتابیں وہاں ہوں تو اس پر امام ابو حنیفہ کے مذہب کی تقلید واجب ہے، اور ان کے مذہب سے نکلنا حرام ہے۔ کیونکہ تقلید نہ کرنا شریعت کی اطاعت کو ترک کرنا ہوگا اور مہمل محض ہو کر رہ جائے گا۔

دوسرا اقتباس ایضاً ص۴ ۔ ترجمان الحدیث ایضاً :- "اور پھر ڈاکٹر معصومی صاحب نے اپنے اس عجیب و غریب مضمون میں اور بھی کئی غلط بیانیاں کی ہیں، اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لکھتے ہیں :- امام شافعیؒ امام اعظمؒ کی قبر پر فاتحہ

پڑھنے جاتے ہیں اور نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو حنفی طریقے پر نماز ادا کرتے ہیں۔"
آگے ارشاد ہوتا ہے: " نہ جانے امام شافعیؒ کے امام ابو حنیفہ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لئے جانے کی خبر معصومی صاحب کو کس نے دی ہے؟ اور اسی طرح امام ابو حنیفہ کے امام مالک کی اقتداء میں انہی کے طریقے کے مطابق نماز پڑھنے کا انہیں کس نے بتایا ہے"؟

جواب:۔ فاضل مدینہ احسان الٰہی صاحب کی توجہ شاہ صاحب کی معرکۃ الآراء کتاب حجۃ اللہ البالغہ کے حسب ذیل دو اقتباسات کی طرف منعطف کی جاتی ہے۔
(حجۃ اللہ البالغہ، مطبعہ خیریہ، ۱۳۲۲ھ، جلد ۱، صفحہ ۱۲۸):۔

" وصلی الشافعی رحمہ اللہ الصبح قریبا من مقبرۃ ابی حنیفۃ رحمہ اللہ فلم یقنت تأدبا معہ، وقال ایضا ربما انحدرنا الی مذھب اھل العراق۔"

(ترجمہ:۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہؒ کے مقبرہ کے قریب صبح کی نماز پڑھی، اور امام ابو حنیفہ کے ادب کے لحاظ سے دعائے قنوت (جو صبح کی نماز میں وہ پڑھتے تھے) نہ پڑھی، نیز آپ نے فرمایا بسا اوقات اہل عراق کے مذہب کو ہم اختیار کر لیتے ہیں۔)

جواب ایضاً از حجۃ اللہ، ص۳۳۵:۔ ومع ھذا فکان بعضھم یصلی خلف بعض مثل ما کان ابو حنیفۃ او اصحابہ والشافعی وغیرھم رضی اللہ عنھم یصلون خلف ائمۃ المدینۃ من المالکیۃ وغیرھم وان کانوا لا یقرؤن البسملۃ لا سرا ولا جھرا۔۔۔۔ والامام احمد بن حنبل یری الوضوء من الرعاف والحجامۃ فقیل لہ فان کان الامام قد خرج منہ الدم ولم یتوضأ ھل تصلی خلفہ، فقال کیف لا اصلی خلف الامام مالک وسعید بن المسیب" اور اس کے باوجود بعض (ائمہ) بعض کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ یا ان کے اصحاب اور امام شافعی اور دوسرے ائمہ مدینہ کے اماموں (امام مالک وغیرہ) کے پیچھے نماز پڑھتے

تھے۔ حالانکہ یہ حضرات بسم اللہ نہ آہستہ پڑھتے تھے اور نہ بلند آواز سے ۔۔۔۔۔ اور امام احمد بن حنبل جو پچھنے لگوانے اور نکسیر پھوٹنے سے وضو کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ امام سے خون بہہ رہا ہو اور وضوء کا اعادہ نہ کیا ہو تو کیا آپ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے؟ انھوں نے فرمایا امام مالک اور سعید بن المسیب کے پیچھے کیسے نہ پڑھوں؟"

آخر میں ہم قارئین حضرات کے علم میں یہ بات لانا ضروری سمجھتے ہیں کہ خود احسان الٰہی صاحب کے مسلک کے کئی ایسے رفقاء کار ادارۂ تحقیقات اسلامی میں تحقیقی کاموں میں مصروف ہیں جن کے علمی کارناموں سے آج پاکستان کے مسلمان ناواقف نہیں۔ البتہ ہم جناب معصومی صاحب کے متعلق احسان الٰہی صاحب کے خاص 'احسانات' کے جواب میں اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ

قیل ان الالٰہ ذو ولدٍ   قیل ان الرسول قد کہنا

ما نجا اللہ والرسول معا   من لسان الوری فکیف انا"

"کوئی کہتا ہے خدائے معبود صاحب اولاد ہے، کوئی کہتا ہے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کاہن اور پیشینگوئی کرنے والے ہیں۔ اللہ اور رسولؐ دونوں جب لوگوں کی زبان سے نہ بچ سکے تو پھر ہم کیونکر بچ سکتے ہیں۔